شذرات

افادات علامہ عبیداللہ سندھی

سطعات

۴

مولانا حفظ الرحمٰن کا ایک مضمون زمزم لاہور مورخہ میں نکلا جو انجمن ترقی اردو کے کسی اشتہار پر اعتراض کا جواب تھا۔ مولوی حفظ الرحمٰن انجمن ترقی اردو کو الزام دیتے ہیں۔ کہ تمہاری طرف سے شائع ہونے والی کتابوں میں ایک مصنف یہ فکر دیتا ہے کہ خدا کا پرانا تصور جو کتب الٰہیہ میں ہے وہ کم ہو جائے گا اور ایک اور تصور پیدا ہو گا۔ جس کی تعبیر وحدت الوجود سے ملتی جلتی ہے مولوی حفظ الرحمٰن نے انجمن پر الزام لگایا ہے کہ اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے

ہمارے دو چیزیں پیش نظر رہیں۔

۱۔ اس مصنف نے جس چیز کا تعارف کرایا ہے وہ صحیح ہے۔ تمام دنیا کے فلاسفر اور سائنس دان اس نقطہ پر جمع ہو گئے ہیں کہ وجود ایک ہے۔ اگر اسے اللہ کے لفظ کا مصداق قرار دیا جائے تو خدا کا ماننا ہر انسان کے لیے ضروری ہو گیا۔ سائنس کی اس ترقی کے دور میں اس وجود کے سوا کسی اور خدا کا ماننا ناقابل تسلیم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسانیت اس میں مبتلا ہو رہی ہے۔ اس کا علاج یہ نہیں کہ اس کا انکار کیا جائے۔ بلکہ اس کا صحیح علاج امام شاہ ولی اللہ دہلوی کی حکمت ہے۔ اس سائنس کو انسانی دماغ کے مطابق فلسفہ کی شکل میں لایا جائے گا تو وجود کو ایک تجلی ماننی پڑے گی اور اس تجلی کے ساتھ انسان کا تعلق ثابت کرنا ضروری ہو گا اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی حکمت موجہ یعنی مدلل ہو جائے گی۔ اس سائنس کی ترقی سے انبیاء کی پیدا ہو جاتی ہے۔ سائنس دان انکار نہیں کرسکتا کہ آفتاب کا

وجود زمین سے کئی لاکھ حصہ گنا بڑا ہے انسانی دماغ کی طاقت اس کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر انسانی دماغ کو آفتاب سے تعلق نہ دیا جاوے تو زمین کی تمام اشیا معدوم ہو جاویں۔

کیونکہ زمین پر جو حوادث ارضی ہو رہے ہیں ان کا تعلق آفتاب کی گرمی۔ حرارت سے ہے اگر انسان آفتاب کو صرف اندھوں کی طرح سمجھتا ہے تو کیا وہ کوئی حکمت مدون کر سکتا ہے۔ آفتاب تو اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی ساخت کچھ ایسی بنائی ہے کہ وہ آفتاب کو ایک چھوٹی سی شکل میں دیکھ سکتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ یہ آفتاب ہے۔ اور اسے یہ بھی یقین ہے کہ اسے اصلی آفتاب سے کوئی تناسب نہیں ہے وہ بیحد و بے کراں ہے۔

خدا تعالیٰ نے جیسے انسان کی آنکھ میں بصارت کی طاقت رکھی ہے کہ وہ آفتاب کو دیکھے اسی طرح اس کے دماغ میں بصیرت کی قوت بھری ہے جس سے وہ غیر متناہی وجود کو جو اس کا خدا ہے ایک چھوٹی سی شکل میں دیکھ سکے مگر پھر بھی وہ جانتا ہے کہ میں ایک غیر متناہی وجود یا ذات کو دیکھ رہا ہوں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اس قسم کے دیکھنے کا اثبات کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جیسے دوپہر کا آفتاب یا چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو۔ یہ حقیقت میں تجلیات کا اثبات ہے اس کی تفصیل عبقات میں ہے اس کی مخالفت دنیا کا کوئی انسان نہیں کر سکتا اور اس تجلی سے ملاء اعلیٰ اور حظیرۃ القدس کیسے پیدا ہوتے اس کی اجمالی کیفیت "سطعات" میں مذکور ہے۔ عبقات صفحہ ۱۵ میں ہے کہ ولایت حاصل کرنے کے مرتبہ میں جب معرفت پوری ہو جاتی ہے تو انسان کا نفس وجوب کے غلبہ میں مضمحل ہو جاتا ہے تو لاہوت کی خصوصیات اس کو ہر طرف سے گھیرنے یا احاطہ کرنے لگتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے لوہا آگ میں ڈال دیا جائے اور آگ سے وہ محاط ہو جائے تو ہم اس حالت کو اس جملہ سے تعبیر نہیں کریں گے وہ نفس رب کا عین بن گئی یا کہیں کہ رب اس میں داخل ہو گیا اس لیے کہ یہ ایک قسم کا کفر ہے اور اگر ایسا کریں گے تو ہم نصاریٰ کی سی غلطی کریں گے۔ مگر ہم یوں کہیں گے کہ ربوبیت نے اس نفس کا احاطہ کر لیا ہے (داخل اور خارج سے) تو وہ نفس اب اس طرح ممکن نہیں جیسے کہ تھا۔ بلکہ ربوبیت نے اس کے امکان کو

مغلوب کر دیا اور وہ یہاں تک چھپ گیا کہ اب اس کا کوئی نام تک نہیں لے سکتا۔

اب دیکھیے جب آگ لوہے کو احاطہ کر لیتی ہے تو لوہا حقیقت میں لوہا ہی رہتا ہے مگر اس کی جو حدیدیت تھی اس کا اثر باقی نہیں رہا۔ رنگ ہے تو آگ کا۔ نور ہے تو آگ کا۔ جلاتا ہے تو آگ کا اور پگھلاتا ہے تو آگ کا۔

ہر چیز آگ ہی آگ نظر آتی ہے۔ اس رنگ و نور کی مالک وہی آگ ہے جس نے لوہے کو گھیر لیا ہے۔ لوہا اس کا مالک نہیں بنا۔ اس حالت کی صحیح تعبیر یہی ہے مگر جس شخص نے یوں کہا کہ لوہا آگ بن گیا وہ جھوٹ کہتا ہے۔ ہاں ایک طرح کی تاویل سے مطلب ٹھیک بن سکتا ہے۔ اور جس نے یوں کہا کہ لوہا اس وقت آگ ہے جس نے پتھر کی شکل اختیار کر رکھی ہے تو یہ اور بھی غلط کہتا ہے اس لیے کہ آگ تو اس کی شکل اختیار کر ہی نہیں سکتی، ہاں جو شخص یوں کہے کہ آگ نے لوہے کا احاطہ کر لیا اور حدیدیت آگ کی روشنی میں چھپ گئی، وہ سچا ہے۔

اس پر مولوی حمید الدین فراہی نے حاشیہ لکھا ہے هذا عین ماقال البراهمة وماقال

یعنی ویدانت فلاسفی والے یہی کہتے ہیں اور (   ) یہی کہتا ہے ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ ہم اس فلاسفی سے ہندوؤں اور   والوں سب کو ساتھ لے سکتے ہیں، اگر ہم ہندوستانی دماغ کو اس کے سمجھنے کے قابل پاتے ہیں تو یہ صحیح ہے کہ وہ دنیا کا حکمران ہو سکتا ہے۔

ایک اور چیز بتاتے ہیں ۔ (عبقات صفحہ ۱۵۶) کوئی ایسا مذہب ہو جس پر عقلمندوں کی ایک بڑی جماعت متفق ہو جن میں ایسے لوگ بھی ہوں جنھیں حظیرۃ القدس یا غیب سے کسی قسم کا تعلق ہے وہ سب مذاہب اصل میں صحیح ہیں۔ جیسے نصاریٰ اور یہودیوں کے رہبان اور اشراقیۃ الیونان واصحاب النور والظلمۃ من الفرس وجوگیۃ الہند الا دلہ قدم راسخ فی حظیرۃ القدس واصل مؤسس فیہا ثم اختلط بہا الفساد الیٰ بانواع فالحکیم یدرک اصلہم المؤسس فی حظیرۃ القدس ممتاز عن التخالیط لسقط روحہ یہ قرب الوجود کے درجہ کی بحث ہے۔